HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

قرآن مجید اور تحقیق، دور جدید کی ضروریات اور تقاضے

Dr. Umme Salma
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Institute of Southern Punjab, Multan
Email: drummesalma@isp.edu.pk

تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے، عربی زبان اپنے اندر بے پناہ وفصاحت، وسعت رکھتی ہے۔ ایک ایک الفاظ کے کئی معنی پیش نظر ہوتے ہیں۔ چنانچہ لفظ تحقیق کے مفاہیم بھی کثیر ہیں۔ ان میں حق کو باطل سے علیحدہ کرنا، کھرے کھوٹے کی پہچان کے ساتھ ساتھ حقائق کی تلاش ور جستجو کرنا بھی تحقیق کا حصہ ہوتا ہے۔

انگریزی میں اس کے لیے Research کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی دوبارہ تلاش کرنا ہے۔ انسانی زندگی میں تحقیق کی اہمیت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ زندگی کا کوئی بھی شعبہ تحقیق کے بناء ادھورا اور نامکمل ہے۔ نت نئی ایجادات تحقیق کی بدولت ہی ممکن ہوتی ہیں۔ اس لیے تحقیق کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تحقیق کا بنیادی تصور ہمیں اسلامی تعلیمات سے ملتا ہے۔ اسلامی تحقیق کا موضوع ہماری مقدس کتاب قرآن مجید اور دیگر کتابوں کے مشتملات میں اور جس کا مقصد یہ کہ ان مشتملات کو لوگوں کے قابل فہم بنایا جائے۔ اسلام دنیا کا قدیم ترین اور جدید ترین مذہب ہے۔ اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور کائنات کو پیدا کیا ہے۔ جب انسانی تخلیق کا وقت آیا تو فرشتوں نے سوال کیا"آخر انسان کی پیدائش کا اصل مقصد کیا ہے؟ حالانکہ ہم پاک پروردگار کی تسبیح و تقدیس کو بہترین طریقے سے ادا کر رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ کسی مفروضہ یا واقعہ کے متعلق کوئی سوال اٹھانا، بات کی حقیقت تک پہنچنے اور تحقیق کا بنیادی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید کی آیات کی ایک کثیر تعداد تدبر و تفکر پر زور دیتی ہے جو تحقیق کا لازمی حصہ ہے۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا[1]۔ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید اصولوں اور رہنمائی کے ساتھ ساتھ تحقیق اور غور و فکر کرنے کی بھی دعوت دیتا ہے۔ اور ہر سنی سنائی بات اور فاسقین کی بات پر یقین نہ کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اسلام میں تقلید کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا چاہیئے۔ قرآن مجید کا حکم ہے جب تک کسی چیز کا صحیح علم نہ ہو تو اس پر عمل نہ کرو۔ قرآن مجید اصول تحقیق کی تائید کرتا ہے لوگوں سے مہربان اور دلیل طلب کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَــهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ۔ [2]

ترجمہ: ایمان والو اگر کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر و ایسا نہ ہو کہ کسی قوم تک ناواقفیت میں پہنچ جاؤ اور اس کے بعد اپنے اقدام پر شرمندہ ہونا پڑے۔

قرآن حکیم میں سورج اور چاند کر ذکر، سمندروں میں جہازوں اور کشتیوں کے چلنے کی تائید، بادلوں کا اکٹھا ہونا، بارش برسانا ایک اندازے کے مطابق ہواؤں کا چلنا، مردہ زمینوں سے کھلیان کا کھلنا، رات کا دن سے بدلنا اور دن کا رات سے بدلنا، موسموں کا تغیر و تبدل، سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ ان پر تفکر و تدبر کے ساتھ تسخیر کائنات کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی تحقیق و غور و فکر کی بدولت اقوام یورپ پوری دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ تحقیق اور مشاہدات کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ پس منظر میں دیکھے تو سائنسی تحقیق میں مسلمانوں نے تجربات، مشاہدات اور حقائق کی تلاش میں اپنے آپ کو یونانیوں سے بھی آگے بڑھا دیا تھا۔ الفارابی، الغزالی، ابن خلدون، ابن سینا اور ابن رشد، جابر بن حیان، ابن الہیثم جیسے سائنس دانوں ہے اور ماہرین علم نے جدید طریقہ تحقیق کی بنیاد رقم کی۔

---

[1] سورۃ محمد، ۴۷: ۲۳

[2] الحجرات ۴۹: ۶

قرآن مجید بے شمار علوم کی کتاب ہے، خدا کا فرمان عالی ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔[3]

ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے صراحۃً یا اشارۃً بیان نہ کر دیا ہو)۔

ایک جگہ اور ارشاد تعالیٰ ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔[4]

اور نہ کوئی تر چیز ہے اور نہ کوئی خشک چیز مگر روشن کتاب میں (سب کچھ لکھ دیا گیا ہے)۔

اس کے بعد ہم اعتراف کرتے ہیں کہ قرآن پاک یا کسی اور آسمانی صحیفے کو سائنسی بحث و مقالہ سمجھنا غلطی ہے۔ وحی الٰہی کا اصل مقصد کو صرف ان قوانین سے پردہ اٹھانا ہوتا ہے جن کی دریافت انسانی پہنچ سے ماوریٰ ہو۔ باقی رہ گئے فطرت طبعی کے قوانین۔ تو انسان انہیں اپنی تحقیق اور تجربے سے خود معلوم کر سکتا ہے۔[5]

جس طرح قرآن کریم سے فقہی مسائل کا استنباط تو کیا جا سکتا ہے مگر قرآن کو بطور خاص فقہ کی کتاب نہیں کہا جا سکتا۔ تاریخ و قوانین و صرف و نحو وفصاحت و بلاغت و تقابل ادیان و دیگر عوام سے متعلقہ مسائل کے لیے قرآن مجید سے ہدایت و رہنمائی تو لی جا سکتی ہے۔ مگر متذکرہ علوم کی کتاب نہیں کہہ سکتے در حقیقت تو مسلم علماء تحقیق (سائنس) کے میدان میں اپنے آباء کی تقلید کرتے اور قرآن مجید میں سائنسی حقائق کا انکشاف کرتے ہوئے باقی مذہبی کتابوں کا علوم جدیدہ کی روشنی میں میں تقابل کرتے ہوئے Leading Role سرانجام دیتے مگر حالات وواقعات اس کے برعکس سامنے آئے اور ہم پر ایک دماغی پوزیشن میں کھڑے ہیں۔ مقالہ ہذا اس سائنسی اشکالات کو سائنسی مشاہدات کی روشنی اور قرآن میں جانچا جائے گا۔ جس میں علم ارضیات Geology، علم زلزیات Seismology، پہاڑوں کا علم Orography, علم انسانیات Anthropology، علم بحریات (جہاز رانی) Navigation علم زچہ بچہ Gynecology۔

قرآن مجید میں پہاڑوں کے مقصد تخلیق کرنے کے حوالے سے درج ذیل آیات زیر غور آتی ہیں۔

وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ۔[6]

اور اس نے زمین میں (مختلف مادوں کو باہم ملا کر) بھاری پہاڑ بنا دیئے تاکہ ایسا نہ کہ کہیں وہ اپنے مدار میں حرکت کیے ہوئے) تمہیں لیکر کانپنے لگے۔

وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِہِمْ۔[7]

اور ہم نے اس میں مضبوط پہاڑ بنا دیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے مدار میں حرکت کرتے ہوئے انہیں لیکر کانپنے لگے۔

وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ ۔[8]

اور اس نے زمین میں اونچے مضبوط پہاڑ رکھ دیے تاکہ تمہیں لیکر (دوران گردش) نہ کانپے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِہٰدًا۔ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا۔[9]

---

[3] الانعام:٦: ٣٨

[4] الانعام:٦: ٥٩

[5] الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ایڈیشن اول ١٤١٨ھ، ج٦، ص١١٩

[6] النحل:١٦: ١٥

[7] الانبیاء:٢١: ٣١

[8] لقمان:٣١: ١٠

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

کیا ہم نے اس کو فرش نہ بنایا اور پہاڑوں کو اس کی میخیں۔

مندرجہ ذیل آیات کی روشنی میں سوال یہ اٹھتا ہے۔

اگر پہاڑوں کا مقصد تخلیق زمین کو زلزلوں سے بچانا تھا تو وہ زمین کو زلزلوں سے کیوں نہیں محفوظ کرتے؟

غور کریں تو مذکورہ بالا آیات پہاڑوں کی ساخت اور مقصدیت کو بیان کر رہی جیسا کہ

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا o وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا۔[10]

یعنی پہاڑوں کے ساخت بطور میخیں (Pegs) میں اور قرآن نے اس کا مقصد واضح کرتے ہوئے کہا۔

وَجَعَلْنَا فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ۔[11]

اور ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ بنا کر دیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پس وہ اپنے مراد میں حرکت کرتے ہوئے انہیں لیکر کانپنے لگے۔

سائنسی حقائق کی روشنی میں پہاڑوں کی ساخت سے متعلق مشہور و معروف جیالوجست فرینک پریس Frank Press and Siever اپنی کتاب Earth میں کہتے ہیں۔

Mountains have roots deep under the surface of the ground.[12]

جاپان کے مشہور ماہرین جیالوجسٹ پروفیسر سیودا (Siaveda) کے بقول

Mountains, therefore, the function of the roots are to support the mountains according to the law of Achimedes. [13]

پہاڑ بطور میخیں کی عملی حقیقت کی مثال ماؤنٹ ایورسٹ (کوہ ہمالیہ) ہے۔

پہاڑوں کے مقصد کے بارے میں جدید سائنس کی تحقیق قرآن کی آیات سے کافی مطابقت رکھتی ہے۔

That they play an important role in the stabilizing the crust of the Earth. [14]

The hinder the shaking of the Earth.[15]

کیونکہ ایک بہت بڑی حقیقت یہ بھی ہے کہ زمین مسلسل معمول حرکت ضرور کرتی ہے۔

مذکورہ بالا آیات اور سائنسی حوالہ جات کی روشنی میں درج ذیل حقائق منکشف ہوئے۔ قرآن حکیم پہاڑوں کو میخیں کہتا ہے اور سائنس بھی یہی کہتی ہے کلام الٰہی پہاڑوں کے متعلق رواسی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔

---

[9] النباء:۷۸: ۶۔۷

[10] النباء:۷۸: ۶۔۷

[11] الانبیاء:۲۱: ۳۱

[12] Frank Press and Raymond Siever, The Earth, San Francisco: W.H. Freeman & Company, 3rd Edition 1982, P.413

[13] Cailleus & J. Moody, Anatomy of the Earth, McGraw Hill Companies New York, 1968, p.220

[14] www.islamworld.net/it-is-truth وزٹ ۱۰ جنوری ۲۰۰۶ء

[15] www.wamy.co.uk/announcement2html. وزٹ ۱۵ جنوری ۲۰۰۶ء

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

رواسی کی لغوی تحقیق یہ ہے!

رسا۔ رساالشی۔ یرسو۔ رسوا وارسی ثبت وارسا الجبل یر سو اذا ثبت اصلۃ فی الارض[16]۔

راسیۃ کی جمع ہے یہ رسا سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے ٹھہرنا، جم جانا، رک جانا، ثابت قدم ہونا جس طرح کہا جاتا ہے۔ رسا الجبل پہاڑ کی اصل اور جڑ زمین میں جب مضبوط ہو جائے اور راسخ ہو جائے کہ وہ ہل نہ سکے۔

اور پہاڑوں کے وجود کا مقصود یہ ہے "اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ" (تمہیں لے کر کانپنے لگے۔[17]

ابن عباسؓ کے بقول لفظ "تمید" کا لغوی معنی یہ ہے۔

وقال ابو العباس فی قولہ ان تمیدبکم۔ فقال تحریک بکم و تزلزل مادا میداً۔[18]

اس قول کے بارے میں حضرت ابو عباس نے کہا! حرکت کرنے لگے اور اترانے لگے کسی طرف مائل ہونے یا جھکنے لگے۔

سائنس بھی قرآن کی طرح پہاڑوں کی مضبوطی اور مقصدیت کو واضح کرتے ہوئے کہتی ہے۔ کہ زمین چونکہ مسلسل حرکت کرتے ہوئے اپنے مدار میں چکر لگا رہی ہے۔ لہذا اس بات کا قوی امکان تھا کہ کہیں ایک طرف جھک نہ جائے اور اس کی تیز حرکت کے سبب ہم مثل کشتی مسلسل ہچکولے کھاتے رہتے۔ مگر پہاڑوں کے وزن کی وجہ سے ہم اس حالت سے محفوظ ہیں۔

ایک اور بڑا اہم نقطہ کہ پورے قرآن میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ ہم نے پہاڑوں کا مقصد تخلیق یہ بنایا کہ وہ تمہیں زلزلوں سے بچائے۔ جہاں تک زلزلوں کی سائنسی وجہ کا تعلق ہے کہ زلزلے تو پہاڑوں کے اندر آتے ہیں نہ کہ زمین میں جیسا کہ:

When the friction between plates builds up and the stress level at the edge of the plates becomes too high, friction is overcome, the plates finally give and an earthquake is the result. [19]

سائنس آج ان باتوں کا انکشاف کر رہی ہے جبکہ نبی مکرم ﷺ نے ۱۴۰۰ سو سال پہلے اس راز سے پردہ اٹھا دیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں!

فاذا ارادالله ان یزلزل قریۃ امر ذالک انجبل متحرک العرق الذی یلی تلک القریۃ فیز لھا ویحرکھا۔[20]

جب اللہ کسی قریۃ (منطقے) میں زلزلہ لانا چاہتا ہے تو اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے۔ تو وہ پہاڑ اس منطقے کے نیچے واقع اپنی جڑ کو ہلاتا ہے۔ لہذا وہ جڑ اس منطے کو ہلاتی ہے۔ اور حرکت دیتی ہے۔

پہاڑ چونکہ زمین کے لئے بطور سہارا (Support) کا کام کرتے ہیں جب ان پہاڑوں میں ہی جنبش پیدا ہو جائے تو جس چیز سے زمین کو سہارا دیا جا رہا ہے۔ جب وہ ہی غیر متوازن (Unbalance) ہو تو زمین میں زلزلہ کیسے نہ آئے۔ پہاڑ کی غرض و غایت تو زمین کو مثل کشتی ہچکولوں سے بچانا تھا نہ کہ زلزلوں سے روکنا تھا لہذا موجودہ تحقیق (سائنس) نے قرآنی حقائق کو اپنی تحقیق کے بل بوتے پر ثابت کر دیا ہے کہ قرآن و حدیث ہی حق ہے۔

---

[16] ابن منظور محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، نشر ادب الحوزۃ قم ایران، 1405ھ، ج7، ص 321

[17] النحل: 15

[18] ابن منظور محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، ج3، ص 411

[19] Encyclopedia science & technology, routledge newyork 2001, P. 158

[20] حیان ابو شیخ بن حیان، العظمہ، تحقیق رضا اللہ بن محمد ادریس مبارک پوری، دار العاصمہ ریاض، طبع اول، 1408ھ، ص 4

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ ۔[21]

یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ حق ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا ۔[22]

بے شک ہم نے اطاعت کی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس بوجھ کے آٹھانے سے انکار کر دیا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں بظاہر نظر آنے والی چیزوں کے متعلق غور و فکر کرنے کو کہا یعنی جو حواس خمسہ ادارک کر سکتے ہیں۔

وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔[23]

اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں کارفرما اس کی عظمت اور حسن کے جلوؤں میں فکر کرتے رہتے ہیں۔

۲۔ کائنات کے اندر کچھ ایسی چیزیں ہیں جو انسانی علم و ادارک کے احاطہ سے باہر ہیں اور ان پر غور و فکر کرنے کا حکم بھی نہیں دیا گیا۔

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔[24]

اور یہ کفار آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے۔ میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں بہت ہی تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔

۳۔ قرآن اور سائنس میں ایک بات مشترکہ ہے وہ یہ کہ حواس خمسہ کے ادراک میں آنے والی چیزوں کو جواز بنا کر حواس خمسہ کے احاطہ سے باہر چیزوں کو تسلیم کرانا۔ جیسا کہ وجود کائنات کو دلیل بنا کر اللہ جل جلالہ کے وجود کا اقرار کرانا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔[25]

اور اگر آپ ان (کفار) سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے تابع فرمان بنا دیا تو وہ ضرور کہہ دیں گے اللہ نے۔ پھر وہ کدھر الٹے جا رہے ہیں۔

اسی اصول پر سائنس کی مثال، سائنسی کہتی ہے زمین پر سیب گرتا ہے مگر کیوں گرتا ہے؟ کشش ثقل کی وجہ سے اگرچہ کشش ثقل کو ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔

مذکورہ بالا تمہیدی گفتگو سے تین اہم اصول منکشف ہوئے۔

۱۔ حواس خمسہ کے دائرہ کار کی حد

۲۔ مابعد الطبیعات پر غور و فکر سے اجتناب

۳۔ مشاہداتی و تجرباتی دلائل کو بطور جواز بنا کر ماورائے طبیعات کا اقرار۔ اب دیکھتے ہیں کہ سائنسی علوم کی حدود کیا ہیں۔ اس کے بارے میں عصر کے مشہور و معروف سائنسدان سٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) کہتے ہیں۔

Some people feel that science should be concerned with only the first part; they regard the question of the initial situation as a matter for metaphysics

---

[21] حم السجدہ:53

[22] الاحزاب:72

[23] آل عمران:191

[24] بنی اسرائیل:85

[25] العنکبوت:61

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

or religion. They would say that God, being omnipotent could have started the universe off any may he wanted.[26]

کائنات کے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سائنس کا تعلق صرف پہلے حصے سے ہونا چاہیئے کیونکہ ان کے خیال میں کائنات کی ابتدائی صورت حال کا سوال مابعد از طبیعات یا مذہب کا معاملہ ہے کیونکہ خدا قادر مطلق ہے اور کائنات کو جس طرح چاہے شروع کر سکتا ہے۔

ایک دوسرا دانشور بکسلے (Buxly) کہتا ہے۔

وہ کسی چیز کی بھی کامل توجیہہ نہیں کر سکتی اس کے سارے اسباب اول سے آخر تک نہیں بتائے جا سکتے کیونکہ انسان کا اعلیٰ علم توجیہہ میں آغاز اشیاء کی جانب چند قدم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ [27]

سائنس کیا کہتی:

ساتوں زمینوں کا وجود اور معینہ مقام کے بارے میں سائنس کیا کہتی ہے۔

The seven earth, their existence and their location? [28]

اس دعویٰ کی دلیل وہ یہ آیت پیش کرتا ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَہُنَّ۔[29]

اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور زمین کی تشکیل میں بھی انہی کی مثل (تہہ بہ تہہ سات طبقات بنائے)۔

لفظ زمین جس کو عربی میں ارض کہتے ہیں اس کا لغوی معنی کچھ یوں ہے!

الارض و يعتبر بها عن اسفل الشئی۔ [30]

ہر نچلی چیز ارض (زمین سے تعبیر کی جاتی ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے The Earth, The World That We Live In[31] دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ پورے قرآن میں لفظ "ارض" بطور واحد استعمال ہوا ہے کہیں بھی ارضون ارضین یا آراض استعمال نہیں ہوئے کیونکہ لفظ "ارض" جنس ہے جس کے مفہوم میں ساتوں زمینیں شامل ہیں۔[32] قرآن میں بہت سے واحد دونوں حیثیتوں (واحد اور جمع) میں بیک وقت استعمال ہوئے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ لفظ "ارض" کا جمع اس لئے استعمال نہیں ہوا کیونکہ اس کی تہیں آس میں جڑی ہوئی ہیں۔ اور ان کے درمیان خلا نہیں یہ بشکل پیاز ہیں جیسا کہ سائنسدان بھی بیان کرتے ہیں۔

---

[26] A brief history of time by Stephen hawking trans world publisher ltd. Great Britain 1996, P. 12

[27] www.jokenkatz.com, 2006 وزٹ 10 اپریل

[28] مناظر احسن گیلانی، الدین القیم، مکتبہ اسعدیہ کراچی، اشاعت، دوم ستمبر 2004ء، ص 37

[29] الطلاق: 12

[30] الراغب الاصفہانی للعلامۃ، معجم مفردات الفاظ القرآن، طبع علی مطبعۃ التقدم العربی، بیروت فی 22 شوال 1392ھ، ص 12

[31] Longman dictionary, Lord Quirk, British national corpus. P. 432

[32] کاظمی احمد سعید علامہ، التبیان مع البیان، کاظمی پبلیکیشنز ملتان، بار سوم، ستمبر 2002ء، ص 95

The earth is made up of several concentric shell, like the bulb of an onion. Each shell has its own particularly, chemical composition and physical properties.[33]

اور لفظ سماء(آسمان) کی جمع السموات استعمال ہوئی ہے کیونکہ آسمان کے طبقات علیحدہ علیحدہ ہیں۔

لفظ ’’سبع‘‘ کی تحقیق بھی معنی خیز ہے۔

وقولہٖ سبعۃ لیس لانحصار ھا فی سبعۃ وانما الا شارۃ الی العدد۔ [34]

اللہ تعالیٰ کے قول ’’سبعۃ‘‘ میں مخصوص عدد سات مراد نہیں بلکہ اس میں کثرت کی طرف اشارہ ہے۔اور ڈاکٹر موریس بوکائے اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

موریس بوکائے اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

This number is used 24 times throughout the Quran for various numerical quantities. It often carries the meaning of many although we do not known exactly why this meaning of the figure was used. The Greeks and Romans also seem to have used the number 7 to mean an under fined idea of plurality.[35]

الفاظوں کی لغوی واصطلاحی تحقیق کے بعد مسلم علماء کی آراء کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں انہوں نے متذکرہ آیت(12-65) سے کیا معنی مفہوم اخذ کیا ہے واختسار بعضھم زعماء ان المراد بھاتلک السبع طبقۃ التراب [36]بعض لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ سات زمینوں سے مراد مٹی کے سات طبقات ہیں۔قولہ ومن الارض مثلھن یعنی سبع ارضین فالجھمور علی انھا ارضین طباقاً بعضھا فوق بعض۔ [37]ومن الارض مثلھن یعنی سات زمینیں ہیں جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ زمینوں کے ایک دوسرے پر سات طبق ہیں۔

عبدالماجد دریاآبادی کے بقول!

’’اس عاجز کے ذہن میں مثلیت کا اصل تعلق عدد سبع سے نہیں بلکہ فعل خلق سے ہے یعنی یہ زمین یا زمینیں بھی آسمان ہی کی طرح مخلوق ہیں۔اس عاجز کے خیال میں تو یہ بھی آسانی سے ممکن ہے کہ مراد اسی زمین کی سات پرتوں یا سات تہوں سے ہو کہ اس سطح زمین کے نیچے چھ پرت یا چھ تہیں اور ہیں‘‘۔ [38]

---

33 The Random House encyclopedia, by Rand Mc Naly incorporated and company New York, 1990, P. 166

34 رازی فخر الدین علامہ، مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ج25، ص157

35 Mourice Bocyle, The bible, the Quran and Science Idara tul Quran Karachi, P. 140

36 آلوسی محمود علامہ، روح المعانی، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ج28، س144-145

37 سیوطی علامہ جلال الدین، تفسیر جلالین، مطبوعہ قدیمی کتب کانہ کراچی، ص469

38 دریاآبادی، عبدالماجد مولانا، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی، ایڈیشن 4 اکتوبر 2001، ص1120

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ومن الارض مثلھن میں مماثلت کی دو وجہیں بیان کی گئیں ہیں۔(i)آسمان بھی سات پیدا فرمائے اور زمینیں بھی سات پیدا فرمائیں۔(ii)یعنی جس طرح آسمان کی اس نے تخلیق کی ہے اسی طرح زمین کی بھی اسی نے تخلیق کی ہے اگر زمینوں کی تعداد بھی سات مانی جائے تو امام رازی نے کہا ہے کہ سات زمینوں سے مراد سات براعظم ہیں جنہیں بڑے بڑے سمندر ایک دوسرے سے جدا کئے ہوئے ہیں[39]۔ قرآن مجید نے ہر جگہ ارض کا صیغہ واحد ہی استعمال کی ہے جمع (ارضون یاارضین) کا صیغہ استعمال نہیں کیا بعض علماء کا خیال ہے کہ ہر آسمان اپنے سے نچلے طبقے کے اعتبار سے سما ہے کیونکہ بلند کو کہتے ہیں اور اپنے سے اوپر والے طبقے کے اعتبار سے "ارض" کیونکہ ارض پستی سے عبارت ہے اس لحاظ سے ارض کا لفظ کا اطلاق ان کئی آسمانوں اور طبقوں پر بھی ہو سکتا ہے جن کے اوپر عالم مکاں کی بلندیاں موجود ہیں کئی زمینوں کا وجود یوں بھی ثابت ہوتا ہے۔[40]

سائنسی شواہد:

اٹیمی مرکزہ کو گھیرے ہوئے سات ہی مدار کے حامل خول (شیل) ہیں منفی باروں یا الیکٹرانوں کی نسبت سے ہی ان کو مداری خول کہا جاتا ہے ایک الیکٹران میں اگر مناسب توانائی ہو تو وہ ان مداروں میں سے ایک کے اندر حرکت پذیر ہو سکتا ہے۔ مگر ایسی صورت میں یہ آیت کریمہ بطور خود ایک سائنسی معجزہ ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ ہمیں اس حقیقت کا شعور عطا کرتی ہے کہ آسمانوں کے عظیم کائناتوں میں یعنی مائیکرو کوسموس میں موجود سات مقناطیسی میدان زمینی ایٹم کی کائنات (مائیکرو کوسموس) میں اسی طرح موجود ہیں اور پہلے کار تو دوسرے میں نظر آتا ہے۔[41]

جو لوگ تھوڑے سے بھی زمین کے جغرافیہ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ "اوپر" اور "نیچے" ایک Relative چیز ہے اور اس کا تعلق زمین کی کشش ثقل سے ہے جو چیز زمین کی طرف ہے وہ نیچے ہے اور جو چیز اس سے دوری کی طرف ہے وہ اوپر۔ کیونکہ زمین گول ہے اس لئے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر سے زمین کے گرد سات خول ہیں جو زمین کے قریب سے شروع ہو کر اس سے دور کی طرف جاتے ہیں۔[42]

ایک اور حوالے سے سائنسی تحقیق کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ATMOSPHERE:

A layer of air called the atmosphere surrounds the earth. It is roughly 640km (400 miles) deep and contains mainly the gases nitrogen and oxygen. The atmosphere shields the earth from harmful ultraviolet rays coming from the sun and prevents the earth from becoming too hot or too cold.

OCEANS:

The oceans are large water filled hollows in the earth's crust. Their average depth is 3.5km (2.2 miles)

CRUST:

---

[39] الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج5، ص288

[40] القادری محمد طاہر پروفیسر ڈاکٹر، رب العلمین، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور، بار اول، اگست 1988ء، ص20

[41] ہلوک نور باقی ڈاکٹر، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، مترجم سید فیروز شاہ انڈس پبلی شنگ کراچی، اشاعت سوم 1996ء، ص129

[42] منیر حسین ڈاکٹر پروفیسر، (شعبہ الیکٹریکل این ای ڈی یونیورسٹی کراچی) بعنوان مقالہ اسلام اور سائنس روزنامہ جنگ کراچی، 4 ستمبر 1984

The top layer of rock at the surface of the earth is called the crust. It is upto 70km (44 miles) deep beneath the continents, but as little as 6 km (4 miles) deep under the oceans. The temperature at the bottom of the crust is about 1050°C (1900°F).

MANTLE:

Under the crust is the mantle, a layer of rock about 2900km (1800 miles) thick. The temperature rises to 3700°C (6700°F) at the base of the mantle, but high pressure there keeps the rock solid.

OUTER CORE:

The core the earth consists of two layers the outer core and inner core. The outer is about 2000km (1240 miles) thick and is made of liquid iron. Is temperature is approximately 2200°C (4000°F).

INNER CORE:

A ball of solid and nickel about 2740 km (1712 miles) areas lies at the centre of the earth. The temperature at the centre is about 4500°C (8100°F).

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

LIQUID ROCK:

The interior of the earth is very hot, heated by radioactive decay of the rocks inside the earth. The temperature is so high that some rock inside the earth may melt. This liquid rock rises to the surface at volcanoes, where it is called lava. [43]

مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں درج ذیل حقائق کا انکشاف ہوتا ہے۔

1. سات آسمانوں جیسی سات زمینیں ہیں۔(بحوالہ 55)
2. عصر حاجر کی سائنس نے زمین کی سات تہوں کو اپنی انمٹ تحقیق سے ثابت کر دیا ہے۔(بحوالہ 58۔59)
3. لفظ ''سبع'' سے مراد سات حقیقتاً بھی ہے اور مجازاً متعدد بھی ہے قرآن کے اس لفظ کی سائنس دونوں طرح سے حقیقت بیان کر رہی ہے جیسے کہ زمین کی سات تو مستقل تہیں ہیں۔ پھر ان سات تہوں کے اندر تہیں یعنی جزئیات ہیں لہٰذا سبع کا لفظ دونوں طرح سے صحیح ہے۔اور یہ آسمانوں اور زمینوں کی تعداد کو حقیقتاً بیان کر رہا ہے۔
4. چوتھا سوال گائنالوجی کے شعبے کے متعلق ہے جو کن کاٹز لکھا ہے۔

> And as is well known, women are particularly strong when they have just given birth… and any way you need to be really super strong to shake a trunk of palm tree! [44]

اس سے پہلے اس اعتراض کا میڈیکل سائنس کے حوالے سے جواب دیا جائے۔ مذہبی نقطہ نظر یعنی قرآن و بائبل کی روشنی میں چند ابتدائی باتیں پیش نظر رکھنا ضروری ہیں تاکہ حقیقت حال باآسانی واضح ہو سکے۔

سوال اٹھتا ہے کہ مخصوص معجزانہ واقعہ حضرت مریمؑ کا ڈیلیور کے فوراً بعد کھجور کے تنے کو ہلانے پر مگر دلیل عمومی رنگ میں پیش کرتے ہوئے کہ کیا ایک عورت (یعنی ہر عورت) ڈیلیوری کے بعد اتنی طاقتور ہو جاتی ہے کہ وہ کھجور کے تنے کو ہلا سکے۔

جواباً عرض ہے قرآن و بائبل نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو معجزہ قرار دیا ہے اور قرآن نے تو بائبل سے بڑھ کر حضرت مریمؑ کی نہ صرف عزت و حرمت بیان کی بلکہ آپ کے وجود کو بھی معجزہ قرار دیا ہے۔ اللہ کا فرمان عالی شان ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً ۔ [45]

''اور ہم نے ابن مریم (عیسیٰؑ) کو اور ان کی ماں کو اپنی (زبردست) نشانی بنایا''۔

بائبل بھی پیدائش عیسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے حیرت زدہ کاموں کو معجزانہ قرار دیتی ہے جیسا کہ ایک جگہ پر لکھا ہوا ملتا ہے، وہ روح القدس کی قدرت سے ہے، مزید یہ کہ، اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے۔ [46]

---

[43] The Dorling Kindersley children's illustrated encyclopedia. P. 173

[44] www.jokankatz.com وزٹ 10 اپریل 2006ء

[45] المومنون:50

[46] اعمال۔22-2

متفقہ طور پر یہ بات واضح ہوگئی کہ دونوں کتابیں (قرآن و بائبل) پیدائش عیسیؑ کو معجزانہ عمل قرار دے رہی ہیں اب دیکھنا یہ ہے معجزہ کسے کہتے ہیں اس کی تعریف میں بھی غیر مسلموں ہی سے سن لیں۔ مثلا

An action or event that is impossible according to the ordinary laws of nature, believed to be done by God.[47]

Miracle is a sing or event which shows the power of God. [48]

مذکورہ بالا حوالاجات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ واقعہ ہے ہی معجزہ تو پھر تنقید چہ وارد۔ مذہبی سوچ کے مطابق یہ سوال ہی بے معنی ہے۔

البتہ مادی ذہن کو اگر سوال کرنا ضروری تھا تو یوں کہتا کہ ایک کنواری عورت کے ہاں بچہ کیسے پیدا ہو گیا؟ فرشتے کی پھونک سے انسان کیسے پیدا ہو گیا وغیرہ؟

اب مادی حوالے سے اس اعتراض کا جواب ڈھونڈتے ہیں کہ کیا عورت ڈیلیوری کے بعد واقعی اتنی طاقتور ہو جاتی ہے کہ کھجور کے تنے کو ہلا سکے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک عام اور صحت مند عورت کے متعلق میڈیکل سائنس ایک جنرل اصول پیش کرتی ہے۔

The body returns to normal remarkably quickly. Initially, there is a steady loss of a bloody substance "Lochia" from the vargina as the pleasental site and uterine lining breakdown. [49]

اسی طرح ایک اور حقیقت کا انکشاف کرتی ہے۔

They found that walking nieghter enhanced nor impaired active labor and that it was not harmful. [50]

مزید یہ کہ ایک اہم عملی پہلو کو بیان کرتے ہوئے میڈیکل سائنس کہتی ہیں کہ تمام عورتوں کی دورانِ زچگی کی کیفیت میں مماثلت نہیں ہوتی کیونکہ ڈیلیوری کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔

True labor, false labor, active labor, etc. [51]

اس کے ساتھ Time duration بھی مختلف ہوتا ہے۔

The middle time from admission to spontaneous delivery for all parturient was 3.5 hours and 95% percent of all women delivered within 10.01 hours. These results suggest that normal labor is relatively short.[52]

---

[47] Longman. P. 905

[48] Bashir Ahmed Sidiq Dr. Prof. Quranic concept of Miracle, Minhagul Quran Publication Lahore.P.8

[49] World Book Encyclopedia of the science human Body, World Book incorporated. V-3, P. 53, Chicago U.S.A

[50] F. Gary cuminggham, Williams obstertries, 22nd Edition. Mc Graw-Hill. Incorporated. U.S.A 2005. P. 428

[51] F-Gary cuminggham, William obstertries, P. 424

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عورت ڈیلیوری کے فوراً بعد نارمل ہو جاتی ہے۔ عورت چہل قدمی بھی کر سکتی ہے اور ہر عورت کی دوران زچگی حالت مختلف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ تاریخی حقائق بھی ہیں۔

مختلف علاقوں کی عورتیں صحت قد و کاٹھ اور طاقت کے حساب سے جدا جدا ہوتیں ہیں عرب ممالک کی عورتیں طاقت کے اعتبار سے دوسری عورتوں کی نسبت زور آور ہوتی ہیں آب وہوا و محنت کے علاوہ خوراک کا بھی براہ راست اثر پڑتا ہے حضرت مریمؑ کا تعلق فلسطین و شام سے تھا اور وہاں کی خوراک میں کھجور ایک اہم عنصر تھا اور کھجور ڈیلیوری کے عمل میں کتنا اہم رول ادا کرتی ہے آج کی سائنس حیران کن تحقیق پیش کرتی ہے۔

The substance Oxytocin, which is present in the date, is used in modern medicine to facilitate birth. In fact, Oxytocin means "Rapid Birth". [53]

معاملہ چونکہ کھجور کے متعلق ہے اس لئے کھجور کے تاریخی و سائنسی حقائق سے پردہ اٹھانا بھی ضروری ہے۔ کھجور کا عموماً قد 60 فٹ سے 80 فٹ ہوتا ہے۔

The tree may reach height of 18 to 24 meters (60 to 80 feet). [54]

اس کے برعکس حضرت مریمؑ کا جس علاقے سے تعلق تھا وہاں کھجور کا اوسطاً قد 18 فٹ سے 20 فٹ ہے۔

The middle east has been growing date palms for centuries. The average is about 18 to 20 feet fall. [55]

اس کے علاوہ عرب ممالک میں کھجور کے 2 یا 3 فٹ قد کے پھلدار درخت عام مل جاتے ہیں۔ یہاں پر قرآن حکیم کا ایک اور زبردست معجزہ ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن مجید کہتا ہے۔

وَہُزِّیْٓ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا۔ [56]

"اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گے تم پر پکی ہوئی کھجوریں"۔

آیت مبارکہ میں بجذع کا لفظ قابل غور ہے علامہ ابن منظور اس لفظ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بجذع الجذع۔ الصغیر السن۔ چھوٹی عمر۔ [57]

اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت مریم علیہ السلام نے جس کھجور کے درخت کو ہلایا تھا وہ چھوٹا درخت تھا۔ "کھجور کے جس حصے یعنی تنا ہو یا شاخوں (Branches) کو ہلائیں کھجور کو ہلانا ہی سمجھا جائے گا"۔ [58] اس لحاظ سے حضرت مریمؑ کا شاخوں کا ہلانا بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ یہ قرین قیاس کے حوالے سے زیادہ

---

[52] __Do__

[53] www.55a.net.2006 وزٹ 3 ستمبر

[54] The New book of knowledge, by colliear Inc. USA, 1986. V4, P. 42

[55] multanxa@hotmail.com2006 وزٹ 5 ستمبر،

[56] مریم:23

[57] ابن منظور محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، ج2، ص219

[58] پروفیسر ڈاکٹر حکومت علی خان (شعبہ ایگرانومی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان) سے بالمشافہ گفتگو کے دوران یہ بات معلوم ہوئی بتاریخ 15-10-2006

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

قریب ہے۔ایک اور سائنسی حقیقت یہ بھی ہے" کہ جب کھجوریں پک جاتی ہیں تو اس وقت اگر چار یا پانچ سال کا چبہ بھی کم سن کھجور کی شاخوں کو ہلائے تو بہت ساری کھجوریں زمین پر گر جاتی ہیں"۔ [59]

اس واقعہ کا ایک ممکنہ پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت مریمؑ کھجوروں کے درختوں کے ایک ایسے جھنڈ (Cluster of Trees) میں تشریف لے گئی ہونگی جو زچگی جیسے عمل کے دوران ایک چار دیواری (باپردگی) کا کام دے سکے اور بحوالہ قرآن درخت چونکہ چھوٹا تھا اور اس درخت کی شاخیں اتنی جھکی ہوئی ہونگی کہ آپؑ نے لیٹے لیٹے یا بیٹھ کر درخت کی شاخوں کو ہلایا ہوگا اور کھجوریں گر پڑی ہونگی۔اس معجزانہ و مخصوص واقعہ کا مادی حقائق (Materialistic Facts) اور سائنسی تحقیق (scientific research) کی روشنی میں جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں علمی اور بلا تحقیق واقعہ کا ایک معمولی جز (کھجور کا ہلانا) پر تنقیدی کی گئی ہے جبکہ واقعہ کے بنیادی پہلوؤں (مثلاً حضرت عیسیٰؑ کا بن باپ پیدا ہونا وغیرہ) کو صرف نظر کر گئے شاید اس لئے کہ ان چیزوں کا ذکر بائبل میں موجود ہے۔

علی ہذاالقیاس قرآن وحدیث وسائنسی وتاریخی حوالوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مریمؑ کا کھجور کے درخت کو ہلانا کوئی اچنبے کی بات نہیں بلکہ کھجور کا ہلانا ممکنات میں سے ہے مزید یہ کہ قرآن نے ہر عورت کو آیت نہیں کہا اور مریمؑ کی اپنی پرورش بھی معجزانہ عمل تھی کیونکہ کلام الٰہی کہتا ہے۔وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا [60] اور اسے اچھی پرورش کے ساتھ پروان چڑھایا۔لہٰذا اس صورت میں ویسے بھی حضرت مریمؑ کا کسی عام عورت سے کسی بھی پہلو پر تقابل کرنا یا مثلیت کا پہلو تلاش کرنا حماقت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَہِیَ تَجْرِیْ بِہِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰی نُوْحُ ۨابْنَہٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ٥قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَاۗءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَیْنَہُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ۔[61]

"اور وہ کشتی پہاڑوں جیسی (طوفانی) لہروں میں انہیں لئے چلتی جارہی تھیں کہ نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ ان سے الگ (کافروں کے ساتھ کھڑا) تھا اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔وہ بولا (کشتی میں سوار ہونے کی بجائے) ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔نوحؑ نے کہا! آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر اس شخص کو جس پر وہی (اللہ) رحم فرمادے اسی اثناء میں دونوں (یعنی باپ بیٹے) کے درمیان (طوفانی) موج حائل ہوگئی سو وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا"۔

ان آیات کی روشنی میں مذکورہ سوال کے جواب میں چند باتیں ذہن میں پیدا ہوتی ہیں۔

1. باپ (حضرت نوحؑ) اور بیٹے کے درمیان دوران گفتگو کتنا فاصلہ تھا؟
2. گفتگو طویل تھی یا مختصر؟
3. اہم بات یہ کہ کیا پسر نوحؑ پانی کی طوفانی لہروں میں تھا یا کسی خشک جگہ پر کھڑا تھا؟
4. طوفان سمندری تھا یا سیلابی؟
5. مکالمہ زبانی کلامی ہوا یا محض اشاروں سے؟

---

[59] پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور اکھنڈ (ڈائریکٹر ڈیٹس فارم خیرپور پاکستان وچیئرمین شعبہ بوٹنی شاہ عبداللطیف بھٹائی یونیورسٹی خیرپور سکھر) سے ٹیلی فونک رابطہ بتاریخ 20-10-2006 کے دوران یہ بات بتائی۔

[60] آل عمران:37

[61] ھود:42،43

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

بیان کیے گئے نقاط کے جواب درج ذیل ہیں۔

1. پہلی بات تو یہ ہے قرآن نے دوران گفتگو فاصلہ کا تعین نہیں کیا (قرآن کے نزدیک یہ غیر ضروری پہلو ہے) باپ بیٹا قریب بھی ہو سکتے ہیں اور دور بھی۔ پہلی صورت میں بات چیت لفظی بھی ہو سکتی ہے۔ دوسری صورت میں بذریعہ اشارہ بھی گفتگو ہو سکتی ہے دونوں صورتوں میں لفظ "قال" استعمال کیا جائے گا۔
2. جتنی گفتگو قرآن نے بیان کی ہے وہ انتہائی مختصر ہے کیونکہ قرآن کا مقصود واقعہ کے اجمالی پہلوؤں کا تذکرہ کر کے صرف ہدایت ہوتا ہے، بہر حال یہ مختصر مکالمہ زبان و اشارے دونوں سے ممکن ہے اس صورت میں بھی لفظ "قال" مستعمل ہو گا۔
3. قرین قیاس یہی ہے کہ حضرت نوحؑ کا بیٹا کنعان * خشکی پر تھا۔ راقم کے نزدیک آیات کے سیاق و سباق سے ظاہر ایہی معلوم ہو رہا ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے ! يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا۔ [62] اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا جبکہ آپ کا بیٹا (کنعان) جواب دیتا ہے۔
قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ۔ [63]
"ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا"۔
4. قرآن حکیم کے شواہد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ طوفان سمندری نہیں بلکہ سیلابی تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

i. فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ بِمَاۗءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّــرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاۗءُ عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ [64]

"پھر ہم نے موسلا دھار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور ہم نے زمین سے چشمے جاری کر دیئے سو (زمین و آسمان کا) پانی ایک ہی کام کے لیے جمع ہو گیا جو (ان کی ہلاکت کے لیے) پہلے سے مقرر ہو چکا تھا"۔

ii. اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاۗءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ۔ [65]

"بے شک جب (طوفان نوح) پانی حد سے گزر گیا تو ہم نے تمہیں رواں کشتی میں سوار کر لیا"۔

iii. حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ۔ [66]

"یہاں تک کہ جب حکم (عذاب) آپہنچا اور تنور (پانی کے چشموں کی طرح) جوش سے ابلنے لگا"۔

اس آیت میں تنور سے مراد بقول حضرت ابن عباسؓ ایک چشمہ ہے۔ [67]

مذکورہ بالا آیات کے ساتھ تاریخی حقائق بھی یہی بتاتے ہیں مثلاً آثار قدیمہ کے حوالے سے وادی دجلہ و فرات (Mesopotamia) کے چار شہروں میں طوفان نوحؑ کے اثرات دریافت ہوئے ہیں۔ دو ہزار قبل مسیح سے لے کر 1954ء تک تقریباً 12 بڑے طوفان آئے ہیں عہد نامہ قدیم و جدید میں اس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے سمری تہذیب و بابل کی تہذیب اور ہند کی تہذیبوں کے ساتھ ویلز سکینڈے نیویا چین اور یونانی مالا کی داستانوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ [68]

---

* یہ حضرت نوحؑ کا چوتھا بیٹا تھا جس کا لقب کنعان اور نام یام تھا۔ (گڑھ محمد جونا مولانا۔ القرآن الکریم، تفسیری حواشی، مولانا صلاح الدین یوسف، شاہ فہد قرآن الکریم پرنٹنگ پریس، سعودی عرب 1417ھ۔ ص ۶۱۲

[62] ھود: 42

[63] ھود: 43

[64] القمر: 11، 12

[65] الحاقہ: 11

[66] ھود: 40

[67] الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج 2، ص 360

5. مکالمہ زبانی کلامی ہوا یا محض اشاروں سے؟اس مسئلہ کا حل پیش کرنے سے پہلے ہمیں عربی لفظ لسان وصوت و قال کا تحقیق جائزہ مد نظر رکھنا ہوگا۔

لسان(Language)

A way of expressing meaning or giving information through sounds, signs, movement, etc. [69]

دوسرے لفظوں میں

اللغۃ: ماعبر بہ قوم مقاصد ہم من قول اوٗ اشارۃ اوٗ عمل۔ [70]

کوئی بھی قوم اپنے مقاصد کو بیان کرنے کے لیے الفاظ استعمال کرے کوئی اشارہ یا عمل کرے اس قوم کی زبان یا بولی کہتے ہیں۔

صوت(Sound)

Sound is informally defined as a vibration in any elastic medium air, water or ground. [71]

ایک اور حوالے سے جدید تحقیق کے مطابق آواز توانائی کی ایک قسم ہے جو کسی شے کے مرتعش ہونے سے پیدا ہوتی ہے آواز پیدا کرنے والے جسم کے ارتعاشات یا تھرتھراہٹ کو دیکھا یا محسوس کیا جاسکتا ہے۔ [72]

قال

قرآن حمید و فرقان مجید میں لفظ "قال" بمعنی اس نے کہا(Said) کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

i. عمومی معنی: جیسے ایک انسان کا دوسرے انسان سے اس کی زبان میں بات چیت کرنا۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا۔ [73]

خضرؑ نے کہا، کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر ہر گز صبر نہ کر سکیں گے۔

ii. تصوراتی معنی جیسے اپنے دل ودماغ میں کوئی خیال سوچنا:

یقال للمتصور فی النفس قبل البراز باللفظ قول فیقال فی نفسی قول لم اظھرہ۔ قال تعالیٰ و یقولون فی انفسھم لوکا یعذبنا اللہ۔ المجادلۃ۔ [74]

قبل از اظہار دل میں تصور کی جانے والی بات کو بھی قول کہا جاتا ہے جیسے اللہ کا قول اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ اگر یہ رسول سچے ہیں تو اللہ ہمیں ان باتوں پر عذاب کیوں نہیں دیتا۔

---

[68] ہارون یحییٰ، تباہ شدہ اقوام، ص47، مترجم ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، ادارہ اسلامیات لاہور، اشاعت اول نومبر 2002ء

[69] Longman P. 793

[70] صبحی صالح ڈاکٹر، فقہ اللغۃ، ص33

[71] Mc Graw Hill enclopedia of science & Technology, Mc Graw-Hill Book Company, Newyork, 1987. P. 451

[72] محمد مالک ڈاکٹر، امام احمد رضا در علم صوتیات، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل پاکستان، کراچی، صفر المظفر، 1425ھ، ص30

[73] الکہف:75

[74] الراغب الاصفہانی للعلامۃ، معجم مفردات الفاظ القرآن، ص430

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

iii. اشاراتی معنی: اپنی بات کو اشاروں سے دوسروں تک پہنچانا۔

فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔ [75]

پھر اگر تم کسی بھی انسان کو دیکھو تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ میں نے (خدائے) رحمن کے لیے (خاموشی کے) روزہ کی نذر مانی ہے سو میں آج کسی انسان سے قطعاً گفتگو نہیں کرونگی۔

مولانا شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں یعنی اگر کوئی آدمی سوال کرے تو اشارے وغیرہ سے ظاہر کر دینا کہ میں روزہ سے ہوں مزید گفتگو نہیں کرسکتی۔ [76]

لفظ اللغۃ وصوت و قال کی معنوی تحقیق کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نوحؑ اور بیٹے کنعان کی گفتگو زبانی کلامی ہوئی کیونکہ لفظ "قال" سے دونوں معنی (عمومی و اشاراتی) ثابت ہیں نیز لفظ اللغۃ بھی "قال" کی عمومی تحقیق میں تائید کرتا نظر آتا ہے اس کے علاوہ انگریزی زبان میں لفظ Language بھی دونوں (بولنا اور اشارہ کرنا) میں مستعمل ہوتا ہے۔ زیادہ رجحان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ گفتگو بالکلام ہوئی قرائن بھی یہی کہتے ہیں۔

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا۔ [77]

"اے ہمارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا"۔

یعنی اتنا قریب تھا کہ ایک دوسرے کی آواز سنی جاسکتی تھی دوسرا قرینہ یہ ہے۔

قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔ [78]

نوحؑ نے کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر اس شخص کو جس پر وہی (اللہ) رحم فرمائے۔

آیت کے یہ الفاظ بھی اس بات کی دلالت ہیں کہ گفتگو الفاظوں کے ساتھ ہوئی۔

یہ جواب اس صورت میں ہے اگر کنعان پانی کے اندر ہو اب دوسری صورت یہ ہے کنعان اگر خشکی پر ہو تو پھر جواب کیا ہوگا۔

یہ ایک سادہ فہم مسئلہ ہے کہ طوفان نوحؑ جہاں آیا تھا وہ ایک وادی نما جگہ تھی (جیسا کہ تاریخی حقائق سے ثابت ہے) اور وادی کی جغرافیائی شکل یہ ہوتی ہے کہ دونوں طرف پہاڑ ہوتے ہیں درمیان میں میدانی علاقہ ہوتا ہے اور سیلاب بھی اس صورت میں آیا کہ زمین سے بھی پانی نکل رہا تھا اور آسمان سے بارش بھی ہو رہی تھی لہذا یقینی بات ہے کہ وادی پانی سے بھر گئی ہوگی اور پانی کی سطح بلند ہوتے ہوتے پہاڑوں کی چوٹی تک جا پہنچی ہوگی لہذا ان حالات میں کنعان کا خشکی پر کھڑے رہنا زیادہ قرین قیاس ہے اور اس نے یہ بھی کہا تھا!

سَاٰوِىْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِىْ مِنَ الْمَآءِ۔ [79] ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔

اس صورت میں کشتی خود گہرے پانی میں ہوگی اور طوفانی موجیں بڑھتی جارہی ہونگی اور باپ بیٹے کا فاصلہ کم سے کم ہوتا جارہا ہوگا لہذا ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بات چیت لفظوں میں ہوئی ہوگی کیونکہ سمندریات کے علم کے مطابق فاصلہ اگر 6 یا 7 میٹر ہو تو تب بھی بات چیت آسانی سے ہوسکتی ہے۔

اب مذکورہ بالا اعتراض کا جواب سائنسی انداز میں دیتے ہیں۔

قرآن جس کو مَوْجٍ كَالْجِبَالِ۔ [80]

---

[75] مریم:26

[76] عثمانی، شبیر احمد مولانا، تفسیر عثمانی، شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ سعودی عرب 1426ھ، ص 409

[77] هود:42

[78] هود:43

[79] هود:43

کہتاہے اس کوWavesنہیں کہتے بلکہSwellکہتے ہیں۔ Swell[81] اور Wavesکی تعریف ذیل ہے۔

Swell: A slow, regular movement of sea inrolling waves that do not break.[82]

Wave. A uniformly advancing disturbance in a medium, in which the moved parts undergo a double orcillation, a collection disturbance that progpagetes at definite speed.[83]

اعتراض کا ماحاصل نقطہ یہ ہے کہ لہروں کے شور میں آواز کا سننا ناممکن ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان لہروں کو Wavesنہیں Swellکہتے ہیں۔"نیزSwellاگرچہ ہواکے زور سے پیدا ہوتی ہے مگر کچھ وقت کے بعد شور ختم ہو جاتاہے۔[84]

اور قرآن کہتاہے!

وَہِیَ تَجْرِیْ بِہِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ۔[85]

(اور وہ کشتی پہاڑوں جیسی (طوفانی)لہروں میں انہیں لیے چلتی جارہی تھی) کشتی جس انداز میں روانی سے چل رہی تھی اس وقت لہروں کا شور ناممکن تھا کیونکہ اس وقت Swellکی صورت اختیار کر چکی تھی۔اور اب آواز کے سننے میں کوئی چیز مانع نہیں رہی للہٰذا مادی (سائنسی) حقائق بھی یہ اعتراض بلاجواز ثابت کر رہے ہیں اور قرآن کی حقانیت کو حرف بہ حرف سچ ثابت کر رہے ہیں جیساکہ خود ذات باری تعالیٰ بھی فرمارہاہے!۔

سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ۔[86]

ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں اطراف عالم میں اور خود ان کی ذاتوں میں دکھادیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہی حق ہے۔

پیش کیے گئے مقالہ میں سائنسی اور قرآنی حقائق سے تحقیق کے واضح نکات سامنے آئے کہ قرآن ایک عالمگیر کتاب ہے۔جس میں مکمل علوم کی کاذکر آیا ہے۔

دور جدید کی ضرورت اور تقاضوں کے پیش نظر بے شمار مسائل کا حل قرآن میں موجود ہے جو کہ تحقیقی وعلمی کاوش کے بعد آنے والے وقتوں میں پیش رفت ہو سکتاہے۔

---

[80] ھود:42

[81] عبدالحق زبیر (ریٹائرڈ کیپٹن نیوی پاکستان) سے بتاریخ 15-02-2006کو دوران گفتگو یہ بات معلوم ہوئی۔

[82] Oxford dictionary of englihs, oxford dictionary press 2005 2nd edition. P. 1763

[83] Academic press dictionary of science & technology academic press incorporated florida. U.S.A 1987, P. 2355

[84] عبدالحق زبیر (ریٹائرڈ کیپٹن نیوی پاکستان) سے بتاریخ 15-02-2006کو دوران گفتگو یہ بات معلوم ہوئی۔

[85] ھود:42

[86] حم السجدہ:53